مولانا ریاض الحسن نوری ایم۔ اے

پیغام

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ

قرآنِ مجید کو حَکَم بنائیے!

آج ملک کو جو مسائل درپیش ہیں کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ اور سب پاکستانی ان کے فوری، مناسب اور معقول حل کے متلاشی ہیں۔ موجودہ بحران کا حل درحقیقت چیئرمین پیپلز پارٹی اور نام نہاد اسمبلی کے ممبران کو اسی دن سنا دیا گیا تھا جس دن انہوں نے اسلام آباد میں حلف برداری کی رسم ادا کی۔ ہم نے یہ رسم ٹی۔وی پر دیکھی تھی۔ اس کی ابتداء میں قاری صاحب نے آیاتِ قرآنی پڑھ کر اور پھر ان کا ترجمہ کر کے سارے مسئلہ کا حل پیش کر دیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے اس نکتہ کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہیں ہوا۔

قاری صاحب نے، جن کو میں نے زندگی میں پہلی بار ٹی۔وی پر دیکھا تھا، مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائی تھیں:

"یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ط فان تنازعتم فی
شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ط ذالک خیر و
احسن تأویلا ہ الم تر الی الذین یزعمون انہم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من
قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ط ویرید الشیطٰن
ان یضلہم ضلالاً بعیدا ہ واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رأیت
المنافقین یصدون عنک صدودا ہ . . . . فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک
فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما" النساء
(۵۹ تا ۶۵)

کہ "اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی، اس کے رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں (علماء، حکام، فوجی افسر، لیڈر، قاضی وغیرہ) پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے

میں جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں۔ مگر چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ کرانے کیلئے طاغوت (اسلامی قوانین سے سرکشی کرکے غیر اسلامی قوانین پر چلنے والے) کی طرف رجوع کریں۔ حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انہیں بھٹکا کر راہ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور رسول کی طرف تو آپ ان منافقوں کو دیکھتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں . . . . . اے محمدؐ، آپ کے رب کی قسم، یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ آپ کو (یعنی آپ کی سنت کو) فیصلہ کن نہ مان لیں۔ پھر اسی فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ اسے پوری طرح تسلیم کرلیں۔"

الازہر کے سابق سربراہ المراغی نے اپنی تفسیر میں خاص طور پر حاکم و محکوم کے اختلاف دور کرنے کیلیے مذکورہ بالا آیات کا ذکر کیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یعنی آئین کی رو سے سادرن کا حکم ہے جس پر حکومت اور ایڈمنسٹریشن دونوں کا عمل کرنا ضروری ہے اور عمل نہ کرنے والوں کو قرآن منافقین کا خطاب دیتا ہے۔ اب ہم مثال دینے کی غرض سے حضرت عمرؓ کے دور کا واقعہ ذکر کرتے ہیں جو کہ مختلف اسناد سے مستدرک حاکم، سنن، بیہقی وغیرہ کتب احادیث اور ابن سعود وغیرہ تاریخ کی کتب میں مذکور ہے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اسکو بیان کیا ہے۔ مختصراً واقعہ یوں ہے کہ:

جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی اور مسجد نبوی نمازیوں کے لئے تنگ ہو گئی تو حضرت عمرؓ نے مسجد کی توسیع کے لئے آس پاس کے مکان خرید لئے مگر حضرت عباسؓ نے اپنا مکان بیچنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عباسؓ کو یہ پیشکش بھی کی گئی کہ وہ کہیں اور اپنی پسند کی زمین پسند کرلیں تو زمین اور مکان بنانے کا سارا خرچ حکومت ادا کرے گی۔ پھر ان سے فی سبیل اللہ بھی دینے کیلئے کہا گیا۔ مگر حضرت عباسؓ کسی صورت بھی راضی نہ ہوئے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ پھر آپ اپنے اور میرے درمیان کسی مناسب شخص کو حکم یا قاضی مقرر کر دیں تاکہ وہ ہمارا فیصلہ کر دیں۔ اس پر حضرت عباسؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ کا نام لیا جو کہ نہ اس وقت قاضی تھے اور نہ کبھی زندگی میں قاضی بنے بلکہ قرآن و حدیث کے ماہر مفتی تھے۔ مگر سرکاری مفتی یا سرکاری ملازم نہ تھے۔ بغرض حضرت ابی بن کعبؓ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ نے

فیصلہ حضرت عمرؓ کے خلاف دیا۔ فیصلہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ میں سے کوئی حضرت ابی بن کعبؓ کی طرح میرا مقابلہ کرنے میں جری نہیں ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ بولے کہ یوں کہیئے کہ کوئی مجھے نصیحت کرنے میں اتنا تیز نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا آپ نے ایک عورت اور حضرت داؤدؑ کا قصہ نہیں سنا۔ جس میں یہ ہے کہ جب حضرت داؤدؑ بیت المقدس میں اللہ کا گھر بنا رہے تھے تو اس میں ایک عورت کا مکان آگیا۔ حضرت داؤدؑ نے وہ مکان خریدنا چاہا مگر عورت نے بیچنے سے انکار کر دیا اس پر حضرت داؤدؑ کے دل میں خیال آیا کہ وہ مجبوری کے تحت اس مکان کو زبردستی شامل کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انکو وحی بھیجی اور کہا کہ اسے داؤدؑ میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے لئے گھر بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جاوے اور تم نے اس گھر میں غصب کی زمین شامل کرنے کا ارادہ کیا۔ پس تمہاری عقوبت یہ ہے کہ اب تم اس کو نہیں بنا سکتے۔ اس پر حضرت داؤدؑ نے کہا کہ پھر کیا میرا بیٹا اس کو بنا سکے گا؟ اللہ عزوجل نے فرمایا، ہاں اب اس کو تمہارا بیٹا بنائیگا۔ کیونکہ اس واقعہ کو حضرت عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے نہیں سنا تھا۔ اس لئے آپؓ نے دیگر اصحاب نبیؐ سے بھی پوچھا۔ تین صحابہؓ نے جن میں حضرت ابوذرؓ بھی شامل تھے، اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے خود سنا ہے۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا، ٹھیک ہے آپ مقدمہ جیت گئے۔ پس میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ سن کر حضرت عباسؓ نے کہا کہ اچھا اب میں یہ مکان فی سبیل اللہ دیتا ہوں، آپ اسے مسجد نبوی میں شامل کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا واقعہ سے کئی قانونی نکتے حاصل ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ جج یا قاضی کا فیصلہ سربراہ مملکت کی صوابدید پر نہ ہوگا بلکہ اس سلسلے میں اولین نامزدگی حکومت کے مخالف کی طرف سے ہوگی۔ البتہ یہ کہ جج یا قاضی کی شخصیت ایسی ہونی چاہیئے جس کے علم و دیانت پر حاکم کو بھی بھروسہ ہو اور طرفین اس کو قبول کر لیں۔

دوسرے یہ کہ اللہ و رسولؐ کی طرف پھیرنے سے مطلب کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پھیرنا ہے۔

تیسرے یہ کہ طرفین کے لئے پیشگی کسی قسم کی شرط عائد کرنا غلط ہے بلکہ معاملہ سارا کا سارا قرآن و سنت پہ چھوڑ دیا جائے۔

چوتھے یہ کہ حَکَم سرکاری ملازم نہ ہو۔

پانچویں یہ کہ فیصلہ کرنے والا قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرے۔ اگر فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق ہو تو قبول کر لیا جائے ورنہ رد کر دیا جائے۔

اگر خدانخواستہ حکومت اور قومی اتحاد کسی ایک شخص پر متفق نہ ہو سکیں تو یہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک۔۔ غیر جانبدار عالم قرآن وسنت حکومت نامزد کرے اور دوسرا قومی اتحاد نامزد کرے۔ مگر دونوں کے علم اور دیانت طرفین کے لئے قابلِ قبول ہوں۔ دونوں قرآن وسنت کے مطابق متفقہ فیصلہ دیں۔ سارا فیصلہ مع دلائل لکھا جائے تاکہ پوری قوم اس کو دیکھ سکے۔ شرط اولین یہی ہوگی کہ اگر فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق ہوگا تو قبول کیا جائیگا ورنہ نہیں۔ یہ حل قرآن وسنت کا حل ہے جو بطور مسلمان حکومت اور قومی اتحاد دونوں کو قبول ہونا چاہیے۔ وما علینا الا البلاغ!

بقیہ تصریحات:

——جھولیاں پھیلا کر اس کے کرم کی بھیک نہیں مانگی—— اس کی رحمت کو آواز نہیں دی!——

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِن —— دعا مومن کا ہتھیار ہے —— یہ ہتھیار اس وقت کام دیتا ہے جب تمام دوسرے ہتھیار بیکار ہو جاتے ہیں —— قدرت کی ان دیکھی قوتیں اس وقت حرکت میں آتی ہیں جب تمام ظاہری اسباب مسدود ہو جاتے ہیں، —— رب ذوالجلال اس طرح اپنے بندوں کو بتاتا ہے کہ دیکھو یہ میں ہوں جو غیب سے سامان پیدا کرتا ہے —— جب تم تمام راستے اپنے لئے بند پاتے ہو—— جب تمہیں کوئی سہارا نظر نہیں آتا —— جب رسول بھی مایوس ہو جایا کرتے ہیں (حتی اذا استیأس الرسل) —— جب رسول اور انکے ایماندار ساتھی بھی یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ "متی نصر اللہ" اللہ کی مدد کب ہوگی! —— اس وقت میری رحمت جوش میں آتی ہے، اسی وقت میں "الا ان نصر اللہ قریب" کی خوشخبری سنایا کرتا ہوں —— اسی وقت میں بے سہاروں کا خود سہارا بن جایا کرتا ہوں۔ —— یہی میری شان ہے —— "ادعونی استجب لکم" مجھے پکارو، میں تمہاری فریاد سنوں گا۔ —— فاذکرونی اذکرکم، "تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا —— پس اے لوگو! جو اس ملک میں اسلام کی شمع فروزاں کرنا چاہتے ہو، اپنے معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤ —— اس کے در کی چوکھٹ پہ اپنی پیشانی رکھ دو —— رب ذوالجلال کے سامنے اپنی گردن جھکا دو —— جھکا دو!

(اکرام اللہ ساجد)